فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): اذان واقامت عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب): اذان واقامت عربی زبان کے علاوہ کہنا خلاف سنت ہے۔ اذان شعار اسلام ہے، توحید باری تعالیٰ کا پیغام ہے، اس کی ادائیگی سنت کے مطابق ضروری ہے۔ امت مسلمہ کا متواتر اور متوارث عمل یہی ہے کہ اذان واقامت عربی میں کہی جاتی ہے۔ غیر عربی میں اذان، اذان نہیں، بل شعار اسلام کی شکل مسخ کرنا ہے اور تعامل امت کی زبردست مخالفت ہے، شرعی احکام کی اہانت وتوہین ہے۔

۞ علامہ حسن شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ (۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

لَا يُجْزِيءُ الْأَذَانُ بِالْفَارِسِيَّةِ الْمُرَادُ غَيْرُ الْعَرَبِيِّ .

''فارسی یعنی غیر عربی میں اذان جائز نہیں۔''

(مراقي الفلاح، ص ١٠٦)

۞ جناب عبدالشکور لکھنوی فاروقی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض فقہا نے مثل صاحب مراقی الفلاح وغیرہ کے صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہے، مگر صحیح نہیں، (تبیین الحقائق، فتاویٰ قاضی خان)۔''

(علم الفقہ، حصہ دوئم، ص ۴۰۹)

''مگر صحیح نہیں'' حقائق سے چشم پوشی ہے، کیوں کہ موصوف خود ہی لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے، بشرط کہ لوگ سمجھ جائیں کہ اذان ہورہی ہے، اور صاحبین کے نزدیک اگر عربی الفاظ کے ادا کرنے پر قادر نہ ہوتو، جائز ہے۔''

(علم الفقہ، ص۴۰۸)

سنت اور مسلمانوں کے موروثی عمل کے خلاف اقدام کو''جائز'' قرار دینا دین اسلام کی کون سی خدمت ہے؟ اگر عربی میں اذان کہنے پر قدرت نہیں، تو غیر عربی میں اذان کہنے پر کیا دلیل ہے؟ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں صحابہ کرام اور ائمہ محدثین سلف صالحین کے منہج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

فِي الْأَذَانِ يُعْتَبَرُ التَّعَارُفُ .

''اذان میں صرف تعارف کا اعتبار ہے۔ (بھلے وہ کسی زبان میں ہو)''

(الهداية : ١٥٠/١)

مطلب یہ کہ اذان کے معروف الفاظ جو صحیح حدیث میں منقول ہیں، ان سے ہٹ کر کسی بھی زبان میں نماز کی طرف بلائے۔ لوگ یہ سمجھیں کہ نماز کی طرف بلایا جارہا ہے، تو یہ درست ہوگا، جب کہ یہ انتہائی باطل ہے۔ اسے انہدام دین کے علاوہ کوئی نام نہیں دیا جا سکتا، یہ تقلید ناسدید کی برکت ہے کہ دین کا حلیہ بگاڑا جارہا ہے، امت میں موروثی عمل اور تعامل کو ختم کیا جارہا ہے، ان سے کوئی پوچھے کہ فارسی میں اذان کا جواب کیسے دیا جائے گا؟

سوال: کیا فتح مکہ کے موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت ہے؟

جواب: فتح مکہ کے موقع پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کعبہ کی چھت پر اذان کہنا ثابت

نہیں۔اس بارے میں مروی روایات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، فَأَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا،تو انہوں نے کعبہ کے اوپر اذان کہی۔''

(اتّحاف المهرة لابن حجر : 4606)

یہ جھوٹی روایت ہے،اس کو یحییٰ بن ہاشم،سمسار،کوفی راوی نے گھڑا ہے۔یہ ''کذاب''اور''وضاع''ہے۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَرَقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا،تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نماز کے لیے اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 405/7، ح : 36919، أخبار مكّة للفاكهي : 185)

سند ضعیف ہے،موسیٰ بن عُبَیدہ جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف''ہے۔

③ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت یوں ہے:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، فَأَذَّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، تو انہوں نے فتح مکہ والے دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(جامع معمر بن راشد : 19464)

ابو قلابہ تابعی رحمہ اللہ کی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ملاقات تک نہیں ہوئی۔ یوں یہ روایت ''منقطع'' ہے۔

یہی روایت احادیث اسماعیل بن جعفر (ح:477 مختصراً) میں بیان ہوئی، تو اس میں ابوقلابہ نے نُبِّئْتُ (مجھے خبر دی گئی) کا لفظ بولا ہے۔ خبر دینے والا کون تھا؟ کچھ معلوم نہیں۔

④ ایک روایت یہ ہے:

جَاءَتِ الظُّهْرُ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا أَنْ يُؤَذِّنَ بِالظُّهْرِ، فَوْقَ ظَهْرِ الْكَعْبَةِ .

''فتح مکہ والے دن جب ظہر کا وقت ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی چھت پر ظہر کی نماز کے لیے اذان کہنے کا حکم فرمایا۔''

(أخبار مكّة للأزرقي، ص274/1)

روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔

۱۔ محمد بن عمر واقدی جمہور ضعیف و متروک ہے۔

۲۔ واقدی کے ''اشیاخ'' نامعلوم ہیں۔

⑤ جویریہ بن اسماء ضبعی کا بیان ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ يَّوْمَ الْفَتْحِ : كَيْفَ تَرَيْنَ الْإِسْلَامَ؟ قَالَتْ : بِأَبِي وَأُمِّي، مَا أَحْسَنَهُ لَوْلَا ثَلَاثُ

خِصَالٍ ؛ التَّجْبِيَةُ، وَالْخِمَارُ، وَزَقْوُ هٰذَا الْعَبْدِ الْأَسْوَدِ فَوْقَ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ : «أَمَّا قَوْلُكِ : التَّجْبِيَةُ، فَلَا صَلَاةَ إِلَّا بِرُكُوعٍ، وَأَمَّا زَقْوُ هٰذَا الْعَبْدِ الْأَسْوَدِ فَوْقَ الْكَعْبَةِ، فَنِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ، وَأَمَّا الْخِمَارُ، فَأَيُّ شَيْءٍ أَسْتَرُ مِنَ الْخِمَارِ» .

''نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ والے دن (سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی) سیدہ ہند رضی اللہ عنہا سے پوچھا: بتاؤ کہ اسلام کو کیسا پایا؟ وہ کہنے لگیں: میرے ماں باپ آپ پر قربان! بہت اچھا پایا، لیکن یہ تین باتیں نہ ہوتیں تو اور اچھا ہوتا؛ (رکوع میں) گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا عمل، دوپٹہ اور کعبے کی چھت پر اس سیاہ غلام کا چیخنا (اذان کہنا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا تو اس لیے ضروری ہے کہ رکوع کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ رہی بات اس غلام کی کعبے کی چھت پر چڑھنے کی، تو یہ اللہ کا بندہ بہت اچھا ہے اور دوپٹے سے زیادہ پردے والی کون سی چیز ہے؟''

(تاریخ دِمَشق لابن عَساکر : 70/182-183)

سند ''ضعیف'' ہے، کیونکہ جویریہ بن اسماء تبع تابعی بلاواسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کررہے ہیں، یوں یہ روایت ''معضل''، یعنی سخت منقطع ہے۔

⑥ ابن ابی ملیکہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا، يَوْمَ الْفَتْحِ، فَأَذَّنَ فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن حکم فرمایا، تو انہوں نے

کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(طبقات ابن سعد : 177/3، دلائل النبوّة للبيهقي : 79/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 466/10)

سند ''مرسل'' ہونے کی بنا پر ''ضعیف'' ہے۔ تابعی بلاواسطہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں۔

⑦ عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ سے **منسوب** ہے:

إِنَّ بِلَالًا أَذَّنَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَوْقَ الْكَعْبَةِ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 407/7، ح : 36926)

سند ضعیف ہے۔

۱۔ ابو خالد احمر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

۲۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سماع ولقاء کا مسئلہ ہے۔

⑧ سعید بن مسیّب تابعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، فَلَمْ يَزَلْ فِيهَا، حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَقَالَ : يَا بِلَالُ ! قُمْ، فَأَذِّنْ فَوْقَ الْكَعْبَةِ بِالصَّلَاةِ .

''رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے، تو ظہر کے وقت تک اس میں رہے۔ پھر فرمایا: بلال! کھڑے ہو جائیے اور کعبہ کی چھت پر نماز کے لیے اذان کہیے۔''

(المَغازي للواقدي : 737/2، دلائل النّبوّة للبيهقي : 328/4)

سند سخت ''ضعیف'' ہے،

۱۔ محمد بن عمر واقدی متروک وکذاب ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ الْيَوْمَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِحُجَّةٍ، وَأَنَّ حَدِيْثَهٗ فِي عِدَادِ الْوَاهِي .

''اس وقت اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ واقدی حجت نہیں ہے اور اس کی احادیث ضعیف ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 469/9)

۲۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تابعی ہیں اور بلاواسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، یوں یہ روایت ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے بھی ''ضعیف'' ہے۔

⑨ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بعض لوگ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ، أَمَرَ بِلَالًا، فَعَلَا عَلَى الْكَعْبَةِ عَلٰى ظَهْرِهَا، فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔ وہ کعبہ کی چھت پر چڑھے اور نماز کے لیے اذان کہی۔''

(السّيرة النّبويّة لابن كثير : 575/3)

اس روایت کو بیان کرنے والے بعض آلِ جبیر بن مطعم نامعلوم اور ''مجہول'' لوگ ہیں۔ نامعلوم لوگوں کی بیان کردہ باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْاعْتِبَارُ بِالْآثَارِ بِرِوَايَةِ الْعُدُولِ وَالثِّقَاتِ، دُونَ الضُّعَفَاءِ وَالْمَجَاهِيلِ .

''ان آثار کا اعتبار کیا جائے گا، جو عادل اور ثقہ راویوں کے بیان کردہ ہوں۔ کمزور اور مجہول راویوں کی بیان کردہ روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(الثّقات : 278/8)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے **منسوب** ہے:

رَقِيَ بِلَالٌ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ .

''سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔''

(أخبار مكّة للفاكهي، ص 186)

روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔

۱۔ محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری ''ضعیف، متروک، منکر الحدیث'' ہے۔

۲۔ احمد بن محمد بن عبدالعزیز ''مجہول'' ہے۔

۳۔ امام زہری ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں ملی۔

۴۔ فاکہی کے استاذ عبداللہ بن ابوسلمہ کی توثیق نہیں مل سکی۔

۵۔ صاحب کتاب فاکہی کی توثیق نہیں ملی۔

الحاصل :اس مفہوم کی ساری روایات ''ضعیف'' ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر اذان کہنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

(سوال): نوافل کے لیے اذان کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نوافل کے لیے اذان نہیں۔

❀ علامہ ابن بطال رضی اللہ عنہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعُ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّ النَّافِلَةَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَا أَذَانَ لَهَا .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ دن رات کے نوافل کیلئے کوئی اذان نہیں۔''

(شرح صحيح البخاري : 251/2، الاستذكار لابن عبد البر :405/1)

سوال: کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت کتنی بار لینی چاہیے؟

جواب: کسی کے گھر داخل ہونے کے لیے اجازت ضروری ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾

(النّور : 27)

''ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں بغیر اجازت داخل نہ ہوا کرو اور ان کے رہنے والوں کو سلام کہا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔''

❁ نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

(النّور : 59)

''بچے حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو آپ کے پاس آنے کو اجازت لیا کریں، جیسا کہ ان سے قبل دوسرے بالغین لیتے ہیں، اللہ اپنے احکام اسی طرح آپ پہ واضح کرتا ہے، اللہ خوب علم والا، حکمت والا ہے۔''

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مدینہ منورہ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے، وہ خوف زدہ تھے، ہم نے دریافت کیا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا تھا، میں ان کے دروازے پر آیا تو تین مرتبہ سلام کیا، جب مجھے سلام کا جواب نہیں ملا تو میں واپس آ گیا، بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: آپ میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے ان سے کہا: میں آیا تھا اور میں نے آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ سلام کیا، لیکن کسی نے جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، جب کوئی شخص تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے: اس حدیث پر گواہ لاؤ، ورنہ میں آپ کو سزا دوں گا تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حاضرین میں سے جو سب سے کم عمر ہے وہ ان کے ساتھ چلا جائے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا: حاضرین میں سے سب سے کم عمر مَیں ہوں، تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ان کے ساتھ چلے جائیں۔''

(صحيح البخاري : 6245؛صحيح مسلم : 2153)

❁ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے سوراخ سے جھانک رہا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کنگھی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ، لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ .

''اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہوتو میں اسے (لوہے کی کنگھی نما چیز) تمہاری دونوں آنکھوں میں چبھو دیتا، دیکھنے ہی کی وجہ سے تو اجازت کا قانون بنایا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 6241؛ صحيح مسلم : 2152)

تین بار اجازت طلب کرنے کی روایت متعدد طرق سے مروی ہے، سنت یہ ہے کہ پہلے سلام کرے پھر اجازت طلب کرے، دروازہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ نظر اندر نہ پڑ رہی ہو، السلام علیکم کہنے کے بعد کہے: کیا میں اندر داخل ہوسکتا ہوں؟ اگر کوئی جواب نہ دے تو دوسری اور تیسری بار کہے، اگر پھر بھی جواب نہ ملے تو واپس پلٹ آئے۔

سوال: اجازت طلب کرنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: جب کوئی شخص سلام کے ذریعہ یا دروازہ پر دستک دے کر کسی سے اجازت طلب کرے اور اس سے پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو مناسب ہے کہ وہ اپنا تعارف کرائے کہ میں فلاں بن فلاں نام سے ملقب شخص ہوں، یا فلاں عرفیت سے جانا جاتا ہوں، یا اسی طرح کے اور الفاظ کے ذریعہ اپنا پورا معروف ومشہور نام یا کنیت بتائے کہ جس سے مکمل تعارف و واقفیت حاصل ہوتی ہو، جواب میں مَیں ہوں یا آپ کا خادم ہوں یا فلاں لڑکا ہوں، آپ کا پرستار ہوں، یا اسی طرح کے دیگر الفاظ کہنا، جس سے ان کی پہچان ہوتی ہو، مکروہ ونا پسندیدہ ہیں۔

❁ حدیث معراج میں ہے:

''پھر جبرائیل مجھے اوپر لے گئے ہم دوسرے آسمان پر پہنچ گئے، انہوں نے

دروازہ کھولنے کے لیے کہا: پوچھا گیا: کون؟ کہا: میں جبرائیل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون؟ کہا: محمد۔ پوچھا گیا: کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں! پھر آگے پہنچے تو یحییٰ اور عیسیٰ سے ملاقات ہوگئی، وہ دونوں خالہ زاد تھے، فرمایا: یہ یحییٰ اور یہ عیسیٰ ہیں، انہیں سلام کیجیے، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا، پھر فرمایا: صالح بھائی خوش آمدید! نبی صالح خوش آمدید!''

(صحيح البخاري : 3430)

❁ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ کے کنواں پر تشریف فرما تھے، اسی دوران سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کون؟ انہوں نے جواب دیا: ابوبکر، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: کون؟ جواب ملا کہ عمر بن خطاب ہیں، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے۔

(صحيح البخاري : 3674، صحيح مسلم : 2403)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ : مَنْ ذَا فَقُلْتُ : اَنَا، فَقَالَ : اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا .

''میں اپنے والد کے ذمہ قرض کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو آپ نے فرمایا: کون؟ میں نے کہا: مَیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں، مَیں !!!! گویا کہ آپ نے اسے ناپسند کیا۔''

(صحيح البخاري : 6250؛ صحيح مسلم : 2155)

(سوال): کیا ٹیلیفون پر بھی تین بار کال کی جائے گی؟

(جواب): ٹیلیفون، ڈور بیل وغیرہ سب کا وہی حکم ہے، جو استیذان یعنی اجازت طلب کرنے کا ہے، تین بار کال کرنی چاہیے، اگر جواب نہ آئے، تو رُک جانا چاہیے۔

(سوال): کیا نکاح کے لیے عورت سے اجازت لینی چاہیے؟

(جواب): اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا، مگر نکاح کے صحیح ہونے کے لیے لڑکے اور لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ نے لڑکی سے بھی اجازت لینے کا حکم دیا ہے۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يُّزَوِّجَ ابْنَتَهٗ فَلْيَسْتَأْذِنْهَا .

''جب کوئی اپنی بیٹی کی شادی کرنے لگے، تو اس سے اجازت طلب کرے۔''

(مسند أبي يعلٰی : ۷۲۲۹، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ، وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا .

''شوہر دیدہ اپنے (نکاح کے) بارے میں اپنے ولی سے بڑھ کر حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے گی، اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔'' (صحیح مسلم : ۱۴۳۱)

❀ دوسری روایت ہے:

لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ، وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ، وَصُمْتُهَا إِقْرَارُهَا .

''ولی کو شوہر دیدہ کے (نکاح کے) متعلق کوئی اختیار نہیں، کنواری لڑکی سے

مشورہ لیا جائے گا، اس کی خاموشی ہی اقرار ہے۔"

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) اس حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

«أَلْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا» أَرَادَ بِهِ أَحَقَّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا بِأَنْ تَخْتَارَ مِنَ الْأَزْوَاجِ مَنْ شَاءَ تْ، فَتَقُولُ : أَرْضٰى فُلَانًا، وَّلَا أَرْضٰى فُلَانًا، لَا أَنَّ عَقْدَ النِّكَاحِ إِلَيْهِنَّ دُونَ الْأَوْلِيَاءِ .

"بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے، اس سے آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ وہ خاوندوں میں سے جس کو چاہے پسند کرے، وہ کہے کہ میں فلاں کو پسند کرتی ہوں اور فلاں کو پسند نہیں کرتی، یہ مراد نہیں کہ عقدِ نکاح اولیاء کی بجائے ان کے ہاتھ میں ہے۔"

(صحيح ابن حبان، تحت الحديث : ٤٠٨٧)

سوال: کیا وضو میں کانوں کا مسح کیا جائے گا؟

جواب: وضو میں کانوں کا مسح ضروری ہے، کیونکہ کان سر کا حصہ ہیں، تو جیسے سر کا مسح فرض ہے، اسی طرح کانوں کا مسح بھی ضروری ہے۔

سوال: کیا نماز میں ارسال الیدین ثابت ہے؟

جواب: نماز میں ہاتھ باندھنا تمام انبیائے کرام کی سنت ہے، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا نبی کریم ﷺ یا کسی نبی سے ثابت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .

"میرے طریقے کے مطابق نماز پڑھو۔"

(صحيح البخاري :631)

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّا مَعْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُؤَخِّرَ سُحُورَنَا، وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا، وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا .

''ہم انبیا کو حکم دیا گیا کہ ہم سحری میں تاخیر کریں اور افطاری میں جلدی کریں، نیز (حکم دیا گیا کہ) ہم نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھیں۔''

(المعجم الكبير للطبراني :199/11، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۷۰) نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تنوير الحوالك :133/1)

نبی کریم ﷺ نے اپنی طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نماز میں ہاتھ باندھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا قطعا ثابت نہیں۔

② سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى .

''پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھا۔''

(صحيح مسلم :401)

نیز بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ .

''پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی، گٹ اور بازو پر رکھا۔''

(مسند أحمد : 318/4، سنن أبي داود : 727، سنن النسائي : 890، وسندهٗ صحيحٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَأَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى .

''نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں نے (نماز میں) اپنا بایاں ہاتھ دائیں پر باندھا ہوا تھا، تو آپ ﷺ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کر بائیں پر رکھ دیا۔''

(سنن أبي داود : 755، سنن النسائي : 889، سنن ابن ماجه : 811، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 224/2)

④ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ .

''صحابہ کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھے۔''

(صحيح البخاري : 740)

⑤ سیدنا ہلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ، وَرَأَيْتُهٗ يَضَعُ هٰذِهٖ عَلٰى صَدْرِهٖ، وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنٰى

عَلَى الْيُسْرٰى فَوْقَ الْمَفْصَلِ .

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ (سلام کے بعد) آپ ﷺ اپنی دائیں اور بائیں دونوں جانب پھرتے تھے، آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے، راویٔ حدیث یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ نے یہ طریقہ بیان کیا کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ کے اوپر رکھا۔''

(مسند الإمام أحمد : 226/5، التحقيق لابن الجوزي : 338/1، جامع المسانيد والسنن للحافظ ابن كثير : 12/296-297، ح : 9693، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے۔

سوال: کیا خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے؟

جواب: خرگوش حلال ہے، اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔

❀ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ فِيهِ لِأَحَدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ .

''خرگوش کی حلت میں کسی عالم کا اختلاف نہیں۔''

(البِناية شرح الهداية للعيني : 599/11)

❀ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

أَلْأَرْنَبُ حَلَالٌ عِنْدَ الْكُلِّ وَنُسِبَ إِلَى الرَّوَافِضُ تَحْرِيمُهٗ .

''خرگوش سب کے ہاں حلال ہے، اس کی حرمت روافض سے منسوب ہے۔''

(العَرف الشّذي : 270/3)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم مرِظہران کے پاس سے گزر رہے تھے، وہاں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا،لوگ اس کے پیچھے بھاگے،مگر تھک گئے۔ پھر میں (انس) اس کے پیچھے بھاگا بالآخر میں نے اسے پکڑ ہی لیا اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں، میں انہیں لے کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا،تو آپ نے انہیں قبول فرما۔''

(صحيح البخاري : 5535، صحيح مسلم : 1953)

۞ اس حدیث کے تحت علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

الْحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ أَكْلِ الْأَرْنَبِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ خرگوش کا گوشت کھانا جائز ہے۔''

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : 279/2)

۞ مخضرم تابعی، ابورجاء عطاردی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ہم حج کی نیت سے سفر پر نکلے،تو (رستے میں) ایک شخص نے خرگوش کا شکار کیا اور اسے اپنے ناخن سے ذبح کیا، پھر اسے بھونا، لوگوں نے کھایا، مگر میں نے نہیں کھایا۔ جب (حج کے بعد) ہم مدینہ واپس آئے،تو میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا،تو انہوں نے فرمایا: شاید آپ نے بھی ان کے ساتھ کھایا؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: آپ نے اچھا کیا۔ اسے (گویا) گلا گھونٹ پر مارا گیا ہے۔''

(شرح معاني الآثار للطّحاوي : 184/4، وسندہٗ حسنٌ)

۞ عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے خرگوش کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا:

لَا بَأْسَ بِهَا . ''خرگوش کو کھانے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 245/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابو وسیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن حسن بن علی رحمہ اللہ سے خرگوش کے متعلق پوچھا، تو فرمایا:

أَعَافُهَا، وَلَا أُحَرِّمُهَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ .

''مجھے پسند نہیں، لیکن میں اسے مسلمانوں پر حرام نہیں کرتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 247/8، وسندهٗ حسنٌ)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ صحیح) اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸/ ۲۴۸، وسندہ حسن) خرگوش کو مکروہ خیال کرتے تھے۔

❀ بعض ضعیف روایات میں ہے کہ خرگوش کو حیض آتا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَحَّ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى الْكَرَاهَةِ .

''یہ (حیض آنے والی حدیث) ثابت بھی ہو جائے، تب بھی اس سے کراہت ثابت نہیں ہوتی۔''

(فتح الباري : 662/9، حياة الحيوان للدميري، ص 38)

❀ علامہ ابن اَثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے ایک دوست نے خرگوش کا شکار کیا، اسے دیکھا تو اس کے دو خصیے، ایک آلہ تناسل اور مادہ والی شرمگاہ تھی۔ یہ بات میں نے اپنے دوست اور کئی دوسرے لوگوں سے سنی ہے، جو اسی کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا: ہم سنتے آ

رہے ہیں کہ خرگوش ایک سال نر ہوتا ہے اور ایک سال مادہ، ہم یہ بات ماننے کو تیار نہ تھے، لیکن جب ہم نے خود یہ سب دیکھا، تو ہم جان گئے کہ یہ جب حاملہ ہوتا ہے، تو مادہ ہوتا ہے اور سال گزرنے کے بعد یہ نر بن جاتا ہے۔ یا تو ہوتا ہی ایسا ہے، یا پھر خرگوشوں میں بھی مخنث ہوتے ہیں، جیسے انسانوں میں ہوتے ہیں۔ بعض انسانوں میں مرد اور عورت دونوں کی شرمگاہیں ہوتی ہیں۔ خرگوش کو بھی حیض آتا ہے، جیسے عورتوں کو آتا ہے۔ میں جزیرہ میں رہتا تھا، وہاں میرا ایک پڑوسی تھا، اس کی ایک صفیہ نامی بیٹی تھی، جو تقریبا پندرہ سال تک لڑکی رہی، پھر اچانک اس میں مرد کی طرح آلہ تناسل نمودار ہوا اور اس کی داڑھی نکل آئے، تو اس کی عورت والی شرمگاہ بھی تھی اور مرد کی طرح آلہ تناسل بھی۔''

(الكامل في التّاريخ : 421/10)

سوال: اسباغ الوضو سے کیا مراد ہے؟

جواب: وضو کے اعضاء کو عمدہ طریقہ سے دھونا کہ کوئی حصہ خشک نہ رہے، اسباغ وضو کہلاتا ہے۔

❁ محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''لوگ برتن سے وضو کر رہے تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قریب سے گزرے، تو میں نے انہیں کہتے سنا: وضو اچھی طرح کرنا، کیوں کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: (خشک) ایڑیاں جہنم میں جلیں گیں۔''

(صحيح البخاري : 165، صحيح مسلم : 242)